نقد و بحث

آرٹ اور اسلام

ماہنامہ "طلوعِ اسلام" کے جولائی ۱۹۷۹ء کے شمارہ میں "آرٹ اور اسلام" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں آرٹ اور آرٹ میں سے موسیقی کو بلکہ مزامیر کو قرآنی فکر کے مطابق قابلِ قبول اور جائز ثابت کیا گیا۔

ماہنامہ "بلاغ القرآن" اگست کے شمارہ میں جناب ایم ایم اے رحمن آباد، لاہور نے ایک مضمون بعنوان "ناچ گانا اور زبورِ مقدس" لکھ کر "طلوعِ اسلام" کا تعاقب کیا اور یہ ثابت کیا کہ قرآنِ کریم کی رو سے موسیقی ایک لغو اور ناجائز فعل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ صاحبِ موصوف نے تعاقب کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مندرجہ بالا دونوں ماہنامے (طلوعِ اسلام اور بلاغ القرآن) بزعم خویش قرآنی فکر کے حامل ہیں، دونوں احادیث و آثار اور تاریخ کا بیشتر حصہ وضعی قرار دیتے ہیں۔ فلہٰذا انہیں ناقابلِ حجت اور ناقابلِ اعتبار قرار دیتے ہیں، ان میں سے صرف وہ حدیث یا وہ واقعہ ان کے نزدیک قابلِ اعتبار ہے جو ان کے زعم کے مطابق ہو۔ دونوں قرآنِ کریم کے معانی و مطالب کی تفہیم کے لیے تفسیر القرآن بالقرآن پر زور دیتے ہیں لیکن ان قرآنی فکر کے حاملین کے فکر میں احادیث و آثار سے انکار کے بعد جس قدر تضاد و تخالف واقع ہو سکتا ہے وہ اس مضمون سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔

اس مضمون میں چند باتیں ایسی بھی ہیں جو محلِ نظر ہیں۔ لیکن ہم ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مضمون کا پورا متن من و عن حوالہ قارئین کرتے ہیں۔

(ادارہ)

راقم الحروف کو اس عنوان پر اس لیے قلم اٹھانا پڑا کہ محرفینِ تورات نے جو حضرت داؤدؑ اعظم کی ناموس کو داغدار کر رکھا ہے۔ قرآنی فکر کے حامل ماہنامہ "طلوعِ اسلام" نے ان کی ہم نوائی کرتے ہوئے جولائی ۱۹۷۹ء میں "آرٹ اور اسلام" کے عنوان سے "موسیقی" کی ذیلی سرخی کے تحت صفحہ ۱۱، سطر ۱۱ تا ۲ پر لکھا ہے:

"جہاں تک آرٹ اور آرٹ میں موسیقی کا تعلق ہے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس میں بڑا نمایاں مقام حاصل ہے۔ انہوں نے عبرانی موسیقی مدون کی تھی اور مصری اور بابلی مزامیر (سازوں) کو ترقی دے کر نئے نئے آلات ایجاد کیے تھے جن میں قانون اور بربط خاص طور پہ مشہور ہیں۔ زبور ان (حضرت داؤدؑ) کا صحیفہ ہے۔ اس میں ہر باب سے پہلے یہ ہدایات موجود ہیں کہ سردار مغنی (گویا) ان آیات کو کس ساز کے ساتھ گائے۔ اس کے آخری باب میں ہے:

"قرنائی پھونکتے ہوئے خدا کی ستائش کرو۔ بین اور بربط چھیڑتے ہوئے اس کی ستائش کرو، طبلہ بجاتے ہوئے اور ناچتے ہوئے اس کی ستائش کرو۔ بلند آواز سے جھانجھ بجا کر اس کی ستائش کرو، خوش آواز جھانجھ بجا کر اس کی ستائش کرو۔" (تورات صفحہ ۱۷۰، شائع کردہ برٹش اینڈ فارن سوسائٹی لاہور ۱۹۲۲ء)

اس میں شبہ نہیں کہ تورات میں بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے۔ لیکن ہم موسیقی سے متعلق اس بیان کو اس لیے قابلِ قبول سمجھتے ہیں کہ جب قرآن میں جنتی معاشرہ میں موسیقی کی محفلوں کا ذکر ہے تو یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس فن کی تہذیب و تزئین کی ہو۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود ہمارے ہاں کی کتبِ احادیث کی شرحوں میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد باجے کے ساتھ گایا کرتے تھے۔ (حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی فتح الباری) کتبِ احادیث میں ہے کہ مسجدِ نبوی میں حبشیوں کا ناچ ہو رہا تھا اور حضور نبی اکرمؐ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔" (اقتباس ختم ہوا)

(ایک ضروری نوٹ) اقتباس بالا میں لفظ موسیقی کی خود یہ تعریف کی گئی ہے: مزامیر یعنی گانے بجانے کے ساز طبلہ، سارنگی، جھانجھ، گھنگرو وغیرہ بجانا، ناچنا اور گانا۔ اب اقتباسِ بالا کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصہ اقتباس

۱۔ حضرت داؤدؑ کو گانے بجانے میں بہت نمایاں مقام

حاصل ہے انہوں نے عبرانی موسیقی کو مدون یعنی کتابی شکل میں محفوظ کیا تھا اور اپنے مصری اور بابلی سازوں، طبلہ سارنگی، وغیرہ کو ترقی دے کر بہت سے نئے ساز ایجاد کیئے تھے۔

۲۔ حضرت داؤدؑ پر زبور نازل ہوئی۔ اس میں ہر باب سے پہلے ہدایات درج ہیں کہ اسے سردار مغنی یعنی ماہر گویا فلاں ساز کے ساتھ گائے یعنی یہ باب طبلہ سارنگی کے ساتھ گایا جائے۔ یہ دوتارے کے ساتھ اور یہ جھانجھ کھنجری وغیرہ کے ساتھ۔

۳۔ زبورِ مقدس کے آخری باب میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ستائش یعنی حمد و تعریف قرنا پھونک کر، ستار کی سر چھیڑ کر، طبلے پر تھاپ لگا کر اور بلند آواز سے جھانجھ گھنگھرو بجا کر اور ناچ گا کر کی جائے۔

۴۔ اگرچہ تورات میں بہت کچھ تحریف ہو چکی ہے لیکن زبورِ مقدس کا گانا بجانے سے متعلقہ مذکورہ بیان اس لیے قابلِ قبول ہے کہ خود قرآنِ کریم میں جنّتی معاشرہ میں موسیقی یعنی ناچ گانے کی محفلوں کا ذکر موجود ہے۔ جس کی تائید حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی فتح الباری سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت داؤدؑ باجے کے ساتھ گایا کرتے تھے آپ کا گانا حدود کے اندر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف ہوتی تھی گندے عشقیہ گانے نہیں تھے۔

۵۔ کتبِ احادیث سے ثابت ہے کہ مسجدِ نبوی میں حبشیوں کا ناچ ہو رہا تھا اور حضور نبی اکرمؐ حضرت عائشہؓ کے ساتھ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے (اب پانچوں نمبروں پر بالترتیب تبصرہ ملاحظہ فرمائیں)

تبصرہ نمبر ۱:۔ • پہلے نمبر پر حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق بتایا گیا ہے کہ موسیقی یعنی گانے بجانے میں ان کو بہت نمایاں مقام حاصل ہے۔ جس میں سرِفہرست یہ ہے کہ آپ نے عبرانی موسیقی کو مدون یعنی کتابی شکل میں محفوظ فرمایا تھا۔

★ :۔ دوسرے یہ کہ آپ نے موسیقی کے سازوں طبلہ، سارنگی، اکتارہ، دوتارہ، طنبورہ، کھنجری اور گھنگرو، دف وغیرہ کی قسم کے گانے بجانے کے نئے نئے ساز ایجاد کیے تھے۔

ﷺ :۔ حضرت داؤد علیہ السلام جو صرف نبی اور رسول ہی نہیں تھے بلکہ ایک ذمہ دار اسلامی سلطنت کے سربراہ بھی تھے ان کی طرف یہ منسوب کرنا کہ آپ نے فنِ موسیقی کو مدون فرمایا تھا، اگر اسے ذرا تفصیل سے بیان کیا جائے تو یہ چیز سامنے آتی ہے کہ آپ نے ایسی نادرِ روزگار کتاب تصنیف فرمائی تھی جس میں موسیقی کے راگوں کے اوزان، سارے گاما۔

پادرا وغیرہ مرتب فرمائے۔ اور اس میں راگنی، بھیرویں، بھاگ، ہٹھمری، اکتال وغیرہ کی قسم کے پکے راگوں کے گُر بھی پوری صحت کے ساتھ درج فرما دیئے کیونکہ تدوین کا معنیٰ ہے کسی چیز کو کتابی شکل میں مرتب و محفوظ کرنا۔

۵:۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ جو نہ صرف یہ کہ خدا کے جلیل القدر نبی، رسول تھے بلکہ ایک عظیم اسلامی سلطنت کے سربراہ بھی تھے، محرفِ تورات نے جنہیں گویوں کا استاد وقائد ثابت کیا ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں ان کا کیا فریضۂ نبوت و رسالت تھا اور بحیثیت سربراہِ سلطنت ان کا مخصوص فرضِ منصبی کیا تھا نیز اس حقیقت پر بھی غور کیا جانا لازم ہے کہ کیا کسی بھی نبی و رسول نے اللہ کی کتاب کے سوا اور کتاب تصنیف کی اور اپنے پیچھے چھوڑ دی تھی؟

حضرت داؤدؑ کا فرضِ منصبی بحیثیت رسول

۶:۔ سب سے پہلے تو اس تاریخی حقیقت ثابتہ سے انکار کی گنجائش تک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ رسل انبیاء نے صرف ان کتابوں کو لکھا، لکھوایا، مرتب، مدون اور محفوظ فرمایا جو ان کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے الگ الگ نازل کی گئی تھیں اور "انہی کتابوں کے خداوندی پیغام کو عوام تک پہنچانا" ہی ان کا رسولی فریضہ تھا جس کے متعلق قرآنِ حکیم نے نفی اثبات کے حصر کے ساتھ اعلان کر رکھا ہے:

۷:۔ "ما على الرسول الا البلاغ (۵ ۹۹)" اللہ کے ہر رسول کا فرضِ منصبی صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائے"۔

اب اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت داؤدؑ کا فریضہ جملہ رسل انبیاء سے الگ کس خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا کہ آپ نے فنِ موسیقی سارے، گاما، پادا، کے اوزان مرتب و مدون کرنا شروع کر دیئے ہوں؟

حضرت داؤدؑ کا فرضِ منصبی بحیثیت سربراہ ریاست

حضرت داؤدؑ کا فرضِ منصبی بحیثیت نبی، رسول تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ کے پیغاموں کو کسی حک و اضافہ کے بغیر عوام تک پہنچانا۔ اب قرآنِ کریم کے الفاظ میں آپ کا وہ فریضہ ملاحظہ ہو جو خدا تعالیٰ

کی طرف سے آپ پر بحیثیت سربراہِ ریاست فرض کیا گیا تھا۔ سورہ "صٓ" میں ارشاد ہوا ہے:

"یا داؤدُ إنا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق" (۲۶)

"اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین کے ایک حصے کا خلیفہ مقرر فرمایا ہے پس آپ لوگوں کے مقدمات ٹھیک ٹھیک فیصلے فرمایا کریں"

اب دیکھیے کہ ایک طرف آپ کے ذمہ نبوت و رسالت کے عظیم فرائض کا بوجھ ہے اور دوسری طرف حکومت و سلطنت کی گوناگوں ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر ڈال دی گئی ہیں۔ عوام کی ربوبیتِ عامہ، روٹی، کپڑا، مکان اور علاج کی بہم رسانی۔ سلطنت کے داخلی اور خارجی انتظامات، سرحدوں کی حفاظت، دشمن کے مقابلے کے لیے فوجی ٹریننگ اور شبانہ روز اسلحہ کی تیاری، کتنی عظیم ذمہ داریاں ہیں جن سے سبکدوش ہونا آپ کا فرض منصبی قرار دیا گیا تھا۔

محرفِ توراۃ کا بہتانِ عظیم

★- اس کے برعکس محرفِ توراۃ کا بہتان ملاحظہ فرمائیں جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے موسیقی کے بہت سے آلات ایجاد کیے تھے کیا نبوت و رسالت اور حکومت و سلطنت کی مذکورہ بالا ذمہ داریوں کے بارِ گراں میں دبے ہوئے حضرت داؤدؑ کے متعلق باور کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے طبلہ، سارنگی، ستار، اکتارہ، طنبورہ، کھنجری، اور گھنگرو وغیرہ موسیقی کے آلات ایجاد کرنا بھی فریضۂ نبوت و سلطنت قرار دے لیا ہو جب کہ آپ کی شخصیت اور سلطنت کے متعلق حضور نبی اکرمؐ کو مستقل مزاجی کا درس دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے:

"اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۞ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ۞ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ کُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۞ وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ" ۞ (۳۸ / ۱۷ تا ۲۰)

"اے رسول، لوگ آپ کو جو کہتے ہیں (کہ ہنوز آپ کو حکومت میسر نہیں آئی اس پر) آپ مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرتے جائیں اور ہمارے بہت سی قوتوں والے بندے داؤد (اعظم) کو یاد کریں۔ بیشک وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔ بلاشبہ ہم نے (الجبال)

پہاڑی باشندوں کو اس کے ماتحت پا پیادہ اس کے ساتھ شام و صبح مل کر اپنے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرتے تھے اور (الطیر) آزاد قبائل اس کے گرد جمع ہوئے پائے وہ سب کے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اور ہم نے اس کی حکومت کو بہت مضبوط پایا کیونکہ ہم نے اسے (الحکمت) دانائی عطا فرمائی تھی یعنی مقدمات کو صحیح طور پر فیصلہ کرنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا

واضح رہے کہ:

● داؤد ذاالاید کا لفظی معنی ہے بہت سی طاقتوں والا یعنی طاقتور داؤد، جس طرح سکندرِ اعظم ایک اصطلاح ہے اسی طرح "داؤد ذاالاید" ایک اصطلاح ہے بمعنی داؤدِ اعظم۔ اید کا لفظ "ید" کی جمع ہے بمعنی قوت اور "اید" بمعنی بہت سی قوتیں۔ حضرت داؤد کی بہت سی قوتوں میں سے اولین قوت ان کا ذاتی عزم و استقلال تھا۔ جس کی بدولت آپ ایک مضبوط حکومت کے سربراہ ہو کر داؤدِ اعظم کہلائے۔ آپ کی دوسری قوت نبوت و رسالت تھی۔ جس کی بدولت آپ کا رابطہ ہر آن خدا تعالےٰ کے ساتھ قائم تھا۔ تیسری قوت آپ کی ہمہ جہتی مضبوط حکومت تھی جس کی سرحدیں اس قدر مضبوط تھیں کہ پہاڑی لوگ اور سرحدی قبائل جو سرحدوں پر ملنے والی دو حکومتوں میں سے کسی کی بھی ماتحتی اختیار نہیں کرتے بلکہ دونوں طرف سے مال کھاتے رہتے ہیں، سب کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے مطیع و فرمانبردار تھے بلکہ ان کی ہر مہم میں ان کے ساتھ مصروفِ عمل رہتے تھے اور آپ کی چوتھی قوت تھی عدل و انصاف کے ساتھ مقدمات کے فیصلے کرنا۔ کیا کوئی صاحبِ عقلِ سلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ قوتوں والے داؤد کی ایک قوت ناچنا اور گانا بھی تھی جس کی بدولت آپ داؤد ذاالاید یعنی داؤدِ اعظم ثابت ہوئے۔

● آیاتِ بالا ۳۸/۱۷تا۲۰ میں آنحضور نبی اکرمؐ کو درسِ استقلال دینے کے لیے حضرت داؤدِ اعظم کو بطورِ مثال پیش کیا گیا ہے کہ جس طرح انہوں نے اسلامی حکومت کو ہر لحاظ سے طاقتور بنایا تھا اسی طرح آپ کو بھی ہمہ جہتی خود کفیل مضبوط اسلامی حکومت قائم کرنا اور اس کی گوناگوں ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

(جاری ہے)